ٹیلیفون نمبر ۳
بسم اللہ الرحمن الرحیم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۳
یوم چہارشنبہ

جلد ۳۳	۱۷ ماہ صلح ۱۳۲۴ ہش	۲ صفر ۱۳۶۴ھ	۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء	نمبر ۱۵

57

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۹ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو زکام اور کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نے آج بھی بعد نماز عصر درس قرآن دیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی طبیعت کل جیسی ہی ہے۔ احباب دعائے صحت کرتے رہیں۔

آج دوپہر کی گاڑی سے بیرنگ کالج بٹالہ کے کچھ طلباء آئے۔ نماز ظہر کے وقت مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ اور شام کی گاڑی سے واپس چلے گئے۔

خطبہ جمعہ

وقت آگیا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان آپس میں صلح کر لیں

ہندوستان کی مختلف قوموں کو بھی آپس میں جلد متحد ہو جانا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ ماہ صلح مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء

مرتبہ۔ رحمت اللہ خان صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر یہ اعلان کیا تھا کہ

آئندہ آنیوالے دن

دنیا کے لئے نہایت ہی نازک اور سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ اڑھائی سال کا عرصہ ہوا۔ اسی منبر پر ایک خطبہ پڑھ چکا ہوں۔ اور اپنے بعض خواب سنا چکا ہوں دنیا میں ایک اور جنگ کی بنیاد پڑ رہی ہے میں اس خطبہ میں کسی ملک کے نام کا اظہار تو نہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر غلطی سے بعض نام میرے مونہہ سے نکل گئے تھے۔ دنیا میں جنگوں کا سلسلہ ابھی ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ بعض عظیم الشان تغیرات ان پیشگوئیوں کے مطابق جو بعض سابق انبیاء کی موجود ہیں۔ اور جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیں۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہیں۔ اور جو شائع شدہ موجود ہیں۔ ابھی دنیا کے لئے اور فتنے بھی مقدر ہیں میں نے ان خیالات کے ماتحت

انگلستان اور ہندوستان دونوں کو نصیحت

کی تھی۔ کہ دونوں اپنے سابقہ اختلافات کو بھلا کر باہم سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ میرا ایسی نصیحت کرنا اس زمانہ میں جبکہ ہماری جماعت ایک نہایت قلیل جماعت ہے۔ بالکل ایک بے معنی سی چیز نظر آتی ہے۔ میری آواز کا نہ ہندوستان پر اثر ہو سکتا ہے اور نہ انگلستان پر اثر ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کے ایک حلقہ تک میری یہ آواز پہنچ بھی سکتی ہے۔ گو زبردست طاقتیں اور زبردست قومیں اسے سنکر ہنس دیں گی اور کہینگی۔ کہ لو جی

مینڈکی کو بھی زکام

ہو گیا۔ یہ چھوٹی سی جماعت جس کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہیں۔ ہندوستان کو نصیحت کرنے نکلی ہے۔ لیکن انگلستان تک تو میری آواز شائد پہنچنی بھی مشکل ہے سوائے اسکے کہ ہمارے انگلستان کے مبلغ کے ذریعہ کسی حد تک پہنچ سکے۔ مگر میں نے یہ باتیں اس لئے بیان کر دی تھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تو اپنی باتیں لوگوں کو سنا دے۔ اس سے اور نہیں تو ان پر حجت تمام ہو جائیگی۔ سو میں نے بھی یہ باتیں اس لئے بیان کر دیں۔ تا خدا تعالےٰ کی طرف سے

دنیا پر حجت تمام ہو جائے

اور لوگ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ انہیں وقت پر خطرات سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ اور وقت پر صحیح طریق اختیار کرنیکی نصیحت نہیں کی گئی۔ اور دوسرے یہ باتیں میں نے اس لئے بیان کر دی تھیں۔ کہ قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ لعلھم یتذکرون بعض دفعہ کمزور آوازیں بھی اثر پیدا کر دیا کرتی ہیں اور بعض دفعہ اس سے بھی لوگ نصیحت حاصل کر لیا کرتے ہیں۔ خدائی جماعتیں تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں۔ پس اگر ہماری جماعت کے لوگ بیعت کے صحیح مفہوم کو سمجھیں۔ اور اپنے فرائض کو ادا کرنے کا خیال رکھیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ

امام کی آواز

کو ہر احمدی خواہ وہ ہندوستان کا رہنے والا ہو یا انگلستان کا یا امریکہ کا یا افریقہ کا۔ اور یا کسی اور ملک کا۔ دہرانے لگیگا۔ اور اپنے اپنے حلقہ میں اسے پھیلانے کی پوری کوشش کریگا۔ اور جب ہر احمدی ایسا کریگا۔ تو لازمی بات ہے۔ کہ وہ آواز ہزاروں لاکھوں سے گزر کر

کروڑوں انسانوں کے کانوں تک

پہونچیگی۔ اور ہماری جماعت ہندوستان میں بھی ہے۔ پنجاب کے اضلاع میں بھی کثرت سے ہے۔ سندھ میں بھی ہے۔ صوبہ سرحد میں بھی ہے۔ یوپی۔ بہار۔ سی۔ پی۔ بمبئی۔ مدراس میں بھی ہے۔ اڑیسہ میں بھی ہے۔ بنگال میں بھی ہے۔ اور آسام میں بھی ہے۔ مختلف ریاستوں میں بھی ہے۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔ اور میری آواز کا اثر اگر غیروں پر نہیں ہو سکتا۔ تو اپنی جماعت کے لوگوں پر تو ہو سکتا ہے۔ اور جب جماعت کے لوگ جو ملک کے مختلف صوبوں اور ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر دیانتداری سے

اپنے فرض بیعت کو ادا کرنیوالے

ہوں۔ اگر ان کے تعلقات مخلصانہ ہوں۔ اور وہ وہی آواز دہرائیں۔ جو میرے مونہہ سے نکلے۔ تو وہ آواز یقیناً لاکھوں انسانوں سے گزر کر کروڑوں کے کانوں تک پہونچ سکتی ہے۔ پھر ہمارے مبلغ اور ہماری جماعت انگلستان میں بھی ہے۔ اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ میں بھی مبلغ اور جماعت ہے۔ جنوبی امریکہ میں مبلغ بھی اور جماعت بھی ہے۔ فلسطین میں بھی ہے۔ شام میں بھی۔ اور مصر میں بھی ہماری جماعت ہے عراق میں بھی جماعت ہے۔ سوڈان میں بھی ہماری جماعت ہے۔ مغربی افریقہ کے تین امریکنوں میں بھی ہے

بھائی عبدالرحمٰن احمد قادیانی پرنٹر و پبلشر
ایڈیٹر۔ غلام نبی

اور مشرقی افریقہ کے تین اہم ملکوں میں بھی جماعت ہے۔ اور مختلف جزیروں میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ اور اگر یہ مبلغ اور یہ جماعتیں اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کرنے والے ہوں۔ تو

میری آواز دنیا کے ہر ملک میں

پہنچ سکتی ہے۔ مبلغ دراصل امام کا لاؤڈ سپیکر ہوتا ہے۔ جس طرح میری یہ آواز دور دور بیٹھے ہوئے لوگوں تک یوں تو نہیں پہنچ سکتی۔ مگر یہ آلہ پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح مبلغ بھی امام کی آواز کو ان لوگوں تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ جن تک وہ براہ راست نہیں پہنچ سکتی۔ اور

اگر ہمارے مبلغ اپنے فرض کو سمجھیں

اور یہ محسوس کریں۔ کہ مبلغ ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری ہے۔ کہ امام جماعت کے منہ سے جو الفاظ نکلیں۔ ان کو ہر چھوٹے بڑے تک پہنچا دیں۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ اثر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تو میری آواز کا ہر جگہ پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔

وقت آگیا ہے۔ کہ انگلستان۔ برٹش ایمپائر کے دوسرے ممالک بالخصوص ہندوستان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ میل جول رکھنے اور اس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے پرانے جھگڑوں کو بھلا دے۔ اور دونوں مل کر دنیا میں آئندہ ترقیات اور امن کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔ اور اسی وجہ سے میں نے یہ اعلان کیا تھا۔ نہ اس لئے کہ ایک قلیل جماعت کا امام ہونے کے باوجود مجھے یہ خیال تھا۔ کہ لوگ مجھے بڑا آدمی سمجھتے ہوئے میری نصیحت کی طرف توجہ کرینگے اور آج پھر میں اسی مضمون کی طرف ان دونوں ممالک کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ مضمون بار بار دہرائے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ دنیا کی آئندہ بہتری کا بڑا انحصار اسی بات پر ہے۔ جہاں تک ہماری جماعت کے انگریزوں سے تعلقات کا سوال ہے۔ لوگ ہمیں

انگریزوں کا خوشامدی

کہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم ایسے نہیں۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کے خوشامدی ضرور ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی نگاہیں آج

کی مقتضی ہوں۔ اور دنیا کی ترقیات اور دنیا کا امن انگریزوں سے وابستہ ہو۔ اور جب خدا تعالیٰ نے اس قوم کی کمزوریوں کے باوجود اس میں بہت سی خوبیاں رکھی ہوں۔ تو ہم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کیسے رد کر دیں اور ان کی طرف سے اندھے کس طرح بن جائیں ہماری جماعت کا تعاون ہمیشہ حکومتوں کو حاصل رہا ہے۔ خصوصاً انگلستان کو۔ کیونکہ ہمنے قرآن کریم کی تعلیم سے یہی سمجھا ہے۔ کہ اپنے ملک کی حکومت سے تعاون کرنا چاہئے۔ اس کی راہ میں ہمارے لئے مشکلات بھی پیدا ہوئیں۔ ہمیں نقصان بھی پہنچے۔ مگر جماعت نے بالعموم ہر حکومت سے تعاون ہی کیا ہے پس ہماری جماعت کا سوال نہیں۔

دوسروں کے جذبات اور احساسات

کو مدنظر رکھتے ہوئے میں انگلستان کو یہ نصیحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ خواہ میری یہ نصیحت ہوا میں ہی اڑ جائے۔ اور اب تو ہوا میں اڑنے والی آواز کو بھی پکڑنے کے سامان پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ ریڈیو ہوا میں سے ہی آواز کو پکڑنے کا آلہ ہے۔ پس مجھے اس صورت میں اپنی آواز کے ہوا میں اڑ جانے کا بھی کیا خوف ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہوا میں اڑنے والی آواز کو بھی لوگوں کے کانوں تک پہنچا دے۔ پس میں

انگلستان کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اے انگلستان تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ تم دونوں مل کر کام کرو۔ اور دونوں مل کر دنیا میں امن قائم کرو۔ دونوں مل کر دنیا میں صحیح آزادی کو قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بلا وجہ ہندوستان میں نہیں بھیجا۔ بلکہ اس لئے بھیجا ہے۔ کہ وہ اس ملک سے بڑے بڑے کام لینا چاہتا ہے۔ بے شک یہ ملک ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی غلامی سے محروم ہے۔ اور مذہبی طور پر ہمارے مخالف اس میں کثرت سے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا وجہ اس ملک میں نہیں بھیجا۔ یہ ملک جلد یا بدیر آج نہیں تو کل ضرور

آپ کی غلامی میں آنیوالا

ہے۔ اس ملک کے لوگ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا کسی اور قوم و مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آنے والے ہیں۔ اور ضرور آ کر رہینگے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا نہیں رکھ سکیگی یہ ملک

ایک عظیم الشان مرتبہ

کو پہنچنے والا ہے۔ اور اسے ایسی عزت ملنے والی ہے۔ جو ہندوستانیوں کو خواب میں بھی اس سے پہلے نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ملک ایسی ترقیات حاصل کرنیوالا ہے۔ جسے کسی اور قوم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا دنیا کی آئندہ ترقیات اس ملک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس اے انگلستان تجھے خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے۔ کہ تو اس ملک کے ساتھ صلح کرے۔ اور ان ترقیات میں حصہ لے۔ اور برکات کا وارث ہو۔ تجھ پر صدیوں اللہ تعالیٰ نے رحمتیں کی ہیں۔ مگر گذشتہ صدیاں تو خواب ہو جایا کرتی ہے۔ تیرے لئے موقعہ ہے۔ کہ تو آئندہ صدیوں میں اپنے لئے

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

حاصل کرنے کی بنیاد رکھ لے۔ تا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ ایک خوش ہندوستان انگلستان کے لئے بہت بڑی برکت اور بہت بڑی طاقت کا موجب ہے۔ خوش ہندوستان میں انگلستان کے لئے امن کے زمانہ میں ایسی وسیع منڈیاں ہیں۔ کہ اسے کہیں اور ایسی وسیع منڈیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اور جنگ کے زمانہ میں انگلستان کو اتنی بڑی فوج کہیں سے بھی نہیں مل سکتی جتنی خوش ہندوستان دے سکتا ہے۔ عام طور پر

کسی ملک کی فوجی طاقت

دس بارہ فیصدی سمجھی جاتی ہے۔ مگر ہندوستان چونکہ مدتوں اسلحہ سے محروم رہا ہے۔ اور فوجی روح عام طور پر یہاں مفقود ہے اسلئے اگر بارہ فیصدی نہیں چھ فیصدی ہی سمجھیں۔ تو اگر ہندوستان خوشی کے ساتھ تعاون کرے۔ اور اپنے فوائد انگلستان کے فوائد کے ساتھ اور اپنی امنگیں اسکی امنگوں کے ساتھ وابستہ سمجھے تو چالیس کروڑ کی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

۱۴ ماہ صلح ۱۳۲۴ ہش مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء

بعد نماز مغرب کی مجلس میں سوال پیش ہوا۔ کہ ایک موقعہ پر حضور نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام جتنے سال قید رہے قرآن کریم میں ان کی تعیین نہ کرتے ہوئے جو بضع سنین کہا گیا ہے۔ اس میں حکمت ہے کیونکہ یہ بات ایمانیات سے تعلق نہیں رکھتی اور اگر تعیین کر دی جاتی۔ تو بے فائدہ جھگڑے اور بحث کا دروازہ کھل جاتا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقام پر ان سالوں کی تعیین فرمائی ہے۔ اور ذکر فرمایا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ۱۲ سال قید میں رہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ۱۲ سال کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اصل میں یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام لمبی مدت تک قید میں رہے۔ اس کیلئے آپ نے عام روایت جو لوگوں میں مشہور تھی۔ اس کا ذکر فرمایا۔ کہ تمہاری روایات کے مطابق بھی اتنا لمبا عرصہ آپ قید میں رہے۔ چنانچہ اسی حوالہ میں آپ نے لکھا ہے کہتے ہیں۔ ایک لمبا عرصہ جو ۱۲ سال تک بتایا جاتا ہے۔ آپ قید میں رہے۔

اس کے بعد سورہ الکوثر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کل اس کا ایک پہلو تو میں نے یہ بتایا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے جو شریعت دی۔ وہ ہر طرح سے جامع اور مکمل ہے۔ اور دوسرا پہلو یہ بھی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ہر قابلیت اور ہر نوع کے انسان دیئے۔ آپ کو جج اعلےٰ درجہ کے دیئے۔ راوی اعلیٰ درجہ کے دیئے۔ قربانی کرنے والے اعلےٰ درجہ کے عطا کئے معلم۔ محدث۔ فقیہہ۔ فنون جنگ کے ماہر جرنیل اعلےٰ پایہ کے دیئے۔ پس کوثر کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر فن کے ماہر دیئے۔

غلام نبی

درخواست دعا۔ بانڈ [illegible] پورٹ [illegible] سے شاہ [illegible] بذریعہ تار درخواست کرتے ہیں۔ کہ طارق صاحب کے لئے دعا کریں۔ جو خطرناک طور پر بیمار ہیں۔

آبادی میں سے دو کروڑ چالیس لاکھ سپاہی دے سکتا ہے۔ اور اتنے سپاہی دنیا کا اور کوئی ملک نہیں دے سکتا۔ اور کوئی حکومت اتنی بڑی فوج بہم نہیں پہنچا سکتی۔ پس ہندوستان بے شک انگلستان کے بادشاہ کے تاج کا کوہ نور ہیرا ہے۔ مگر انگلستان کو چاہیئے۔ کہ وقت سے پہلے پہلے اس ہیرے پر پوری طرح قبضہ کرے مگر محبت اور صلح کے ساتھ اور ہندوستان کو خوش کر کے۔

دوسری طرف میں

ہندوستان کو بھی یہی نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی انگلستان کے ساتھ اپنی پرانے اختلافات کو بھلا دے۔ لوگ ہمیں خواہ انگریزوں کا خوشامدی کہیں۔ خواہ چاپلوسی کرنے والے کہیں۔ مگر اس امر کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ ایک سچائی ہے۔ کہ انگلستان جیسا نرمی کا معاملہ اپنے ساتھ والے ملک سے کرتا ہے۔ اس کی مثال سوائے امریکہ کے اور کہیں نہیں مل سکتی۔ ہم نے اور ملکوں کو پھر کر دیکھا ہے۔ اور ہمارے مبلغوں نے دوسری حکومتوں کو دیکھا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ سوائے امریکہ کے کوئی اور حکومت ایسی نہیں۔ جس کے ماتحت لوگوں کو ایسے آرام اور سکھ کے سامان میسر ہوں۔ جیسے برطانیہ کے ماتحت ہیں۔ پس میں ہندوستان کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اسے ہندوستان پیشتر اس کے کہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ تو

ظالم بھیڑیوں کا شکار

ہو جائے۔ یا تیرے کھلے دروازوں میں سے غنیم اندر گھس آئے۔ تو انگلستان کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھا۔ کہ یہی ملک ہے۔ جو تیری سب سے زیادہ مدد کر سکتا ہے۔ تیری آزادی اور تیری حفاظت کے لئے اتنی قربانی کر سکتا ہے کہ جتنی اس سے دوگنی آبادی رکھنے والے ممالک بھی کبھی کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ تاریخ میں اس کی بہت ہی کم مثالیں ہیں۔ کہ انگلستان نے کبھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑا ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ فوائد اٹھاتا ہے۔ مگر

دنیا میں کون ہے جو فائدہ نہیں اٹھاتا

کیا دوست دوست سے فوائد نہیں حاصل کرتے کیا مائیں اپنے بچوں سے فوائد حاصل نہیں کرتیں کیا باپ اپنے بیٹوں سے اور بھائی بھائیوں سے فوائد حاصل نہیں کرتے۔ اور جب دوست دوست سے ماں باپ اولاد سے اور بھائی بھائیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو اگر انگلستان نے

ایمپائر کے دوسرے ممالک سے فوائد

حاصل کئے۔ تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ اگر ہر قوم اور ہر ملت میں دوست دوست سے ماں باپ اولاد سے۔ اور بھائی بھائی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تو اگر انگلستان اپنے ساتھ والے ملکوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تو اس پر اس وجہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک وہ فائدہ اٹھاتا ہے مگر فائدہ پہنچاتا بھی تو ہے۔ اور

یہ ایک حقیقت ہے

کہ خطرہ کی حالت میں جس قسم کی مدد اپنے ساتھ والے ملکوں کی انگلستان نے کی ہے کبھی کسی نے نہیں کی۔ انگلستان ہر دفعہ ایسی ہی جنگ میں کودا ہے۔ کہ جس میں سے اس کے بچ نکلنے کے امکانات بہت کم ہوتے تھے۔ مگر ہمیشہ خدا تعالے نے غیر معمولی طاقتوں سے اس کی مدد کی ہے۔ اور اسے بچا لیا ہے میں نے انگریزوں کے بعض مخالفوں کے سامنے یہ بات پیش کی ہے۔ کہ اور باتوں کو جانے دو۔ صرف اتنی ہی بات بتاؤ۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ گزشتہ کئی صدیوں میں جب بھی انگلستان کسی جنگ میں کودا۔ وہ ایسے خطرات میں مبتلا ہو گیا۔ کہ اس کے مارے جانے میں بہت کم شبہ باقی رہا۔ مگر پھر ایسے غیر معمولی حوادث پیدا ہوئے۔ کہ وہ بچ گیا۔ اگر اللہ تعالے اس کی مدد نہیں کرتا۔ تو یہ

غیر معمولی حوادث

کیونکر پیش آ جاتے رہے ہیں۔ اسی لڑائی میں دیکھ لو۔ فرانس کے گھٹنے ٹیک دینے کے بعد اگر ہٹلر انگلستان پر حملہ کر دیتا۔ تو انگلستان کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا۔ حتیٰ کہ رائفلیں بھی پوری نہ تھیں۔ اور جس طرح انگریزی فوج کی پرانی رائفلیں بعض اوقات حکومت ریاستی فوجوں کو دے دیتی ہے۔ یا پٹھانوں کے پاس فروخت کر دی جاتی ہیں۔ اسی طرح اس انگلستان نے جو اسلحہ میں دنیا کی رہبری کر رہا تھا۔ امریکہ سے

پرانی مستعمل اور متروک رائفلیں

قرض مانگیں۔ اور اس قسم کا نظارہ تاریخ میں اس سے پہلے کوئی نظر نہیں آتا۔ اور اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کہ ہٹلر نے اس وقت کیوں انگلستان پر حملہ نہ کیا۔ وہ کس چیز سے ڈر رہا تھا۔ کہ حملہ نہیں کرتا تھا۔ کہتے ہیں وہ برطانی بحری بیڑے سے ڈرتا تھا۔ مگر یہ بیڑا خود اسکے بعد جن حالات میں سے گزرا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ جرمنوں کو روکنے کے لئے کافی طاقتور نہ تھا۔ یہ صرف وہ رعب اور ڈر تھا جو خدا تعالے نے ہٹلر کے دل میں پیدا کر دیا۔ اور جس کی وجہ سے اس نے انگلستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کی۔ کیونکہ اللہ تعالے نے انگلستان سے

ایک بہت بڑا کام

لینا ہے۔ جب تک یہ اس کام کو نہ کرے گا۔ خدا تعالے اسے کمزور نہ ہونے دیگا۔ الٰہی نوشتوں نے ازل سے اس کے ذمہ ایک اتنا بڑا کام لگایا ہوا ہے کہ جتنا بڑا کام آج تک اس نے نہیں کیا۔ اور جب تک وہ اس کام کو نہ کریگا۔ کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کام کے کر لینے کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں۔ اور آپ کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔ اسے سچا مذہب اختیار کرنے کی توفیق دیدیگا۔ اور پھر آئندہ صدیوں تک اس طرح اسے ایک نئی زندگی مل جائیگی۔ پس یہ خیال کہ انگلستان اپنے ساتھی ممالک کے ساتھ

خود غرضی کے ماتحت سلوک

کرتا ہے غلط ہے۔ بے شک وہ ان ممالک سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مگر کون ہے جو فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اپنے فائدہ کو تو ہر کوئی مدنظر رکھتا ہے۔ اگر ہندوستان کا تاجر انگلستان کے کسی تاجر سے کوئی چیز منگواتا ہے۔ تو کیا اس لئے منگواتا ہے کہ نقصان اٹھائے۔ وہ اسی لئے منگواتا ہے۔ کہ اسے فائدہ حاصل ہو۔ اور انگلستان کا تاجر اگر بھیجتا ہے۔ تو اس لئے کہ اسے فائدہ ہو۔ دونوں کے مدنظر فائدہ ہوتا ہے۔ پس یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں دونوں کو چاہیئے۔ کہ اس امر کو یاد رکھیں۔ کہ

صلح اور جنگ دونوں صورتوں میں

جو فوائد انگلستان کو ہندوستان سے پہنچ سکتے ہیں۔ وہ کسی اور ملک سے نہیں پہنچ سکتے۔ اور ہندوستان کو جو مدد انگلستان سے مل سکتی ہے۔ وہ کسی اور ملک سے نہیں مل سکتی۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہندوستان بغیر ایک زبردست طاقت کی مدد کے ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ابھی اسے دسیوں سال چاہئیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے۔

پس میں پھر

دونوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ باوجود یہ جاننے کے کہ اس معاملہ میں میری نصیحت ہوا میں اڑنے والی چیز ہے۔ مگر اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ کبھی ایک کمزور آواز بھی اثر پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اور پھر اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ سچی بات کا پہنچانا اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ تا قوموں پر حجت تمام ہو سکے۔ اور بعد میں ان کے دلوں میں

ندامت اور شرمندگی

پیدا ہو۔ کہ وقت پر ہم نے نصیحت کو کیوں نہ مانا۔ میں پھر یہ آواز اٹھاتا ہوں۔ کہ انگلستان اور ہندوستان اپنے اختلافات بھلا کر

آپس میں جلد از جلد صلح کر لیں

یہ صحیح ہے۔ کہ ہماری جماعت کو سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر یہ بات جو میں اب کہنے لگا ہوں سیاسی نہیں بلکہ اخلاقی ہے۔ اور دنیا میں صلح اور امن کی بنیادوں کے قائم ہونے کا موجب ہے۔ دنیا میں صلح کی سکیم اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ ہندوستان کی مختلف قومیں آپس میں صلح نہ کر لیں۔ اگر انگلستان ہندوستان سے صلح کرنا بھی چاہے۔ تو موجودہ صورت میں کس سے کرے۔ کیا ہندوؤں سے وہ صلح کرے۔ مگر کیا مسلمان ہندوستان کے باشندے نہیں ہیں۔ پھر کیا وہ مسلمانوں سے صلح کرے۔ تو کیا ہندو اس ملک میں نہیں رہتے پس ضروری ہے۔ کہ

ہندوستان کی مختلف قومیں

آپس میں صلح کریں۔ مسلمان ہندو۔ کانگرس و مسلم لیگ اور دوسری سیاسی پارٹیاں پہلے آپس میں صلح کریں۔ موجودہ حالات میں ہندوستان کی قوموں کے آپس میں اختلافات ایسی شدت اختیار کر چکے ہیں۔

کہ دماغوں کو سکون نصیب نہیں۔ اور جب صلح کے سوال پر غور کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو غصہ میں آجاتے ہیں۔ اور صلح کے بجائے طعن و تشنیع پر اتر آتے ہیں۔ اختلافات اتنے شدید ہیں کہ ان کو دور کرنا ہر قوم کو موت نظر آتا ہے۔ مگر بعض اہم زندگیاں بعض اعلیٰ درجہ کی زندگیاں اور بعض پائدار زندگیاں موت سے گزرنے کے بعد ہی حاصل ہوا کرتی ہیں۔ یعنی جبتک ہندوستان کی مختلف قومیں اس موت کو قبول نہ کرینگی۔ انہیں دائمی اور پائیدار زندگی حاصل نہیں ہوسکتی۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ہندوستان کے رہنے والے یہ محسوس کریں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کیلئے

ترقی کے رستے

کھول دیئے ہیں۔ اگر وہ آج ان سے فائدہ اٹھائے۔ تو اسے ایسی قوت حاصل ہوسکتی ہے کہ اسکی آواز دنیا میں زیادہ سے زیادہ وزنی قرار دی جانیوالی آواز بن سکتی ہے۔ وہ موقعہ ترقیات کا جو آج ہندوستان کو مل رہا ہے۔ وہ اس ملک کے پہلے لوگوں کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ صرف ہاتھ لمبا کرنے کی دیر ہے۔ اور اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہاتھ کی وہ انگلیاں جو ٹوٹی ہوئی ہیں۔ ایک دوسری کے ساتھ جڑ جائیں۔ اسوقت تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر ہندوستان کو ایک ہاتھ قرار دیا جائے تو اسکی انگلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

ہندو مسلمان سکھ عیسائی اور دوسری قومیں

اس ہاتھ کی انگلیاں ہیں۔ جو ٹوٹی ہوئی ہیں۔ اور تم کسی چیز کو انگلیوں کے بغیر پکڑ نہیں سکتے انگلیوں پر بغیر کسی دوسرے کی مدد سے تم کسی چیز پر بوجھ تو ڈال سکتے ہو مگر کسی چیز کو پکڑ نہیں سکتے

پکڑنا اور گرفت کرنا

انگلیوں کے بغیر ممکن نہیں۔ جب تک تمام انگلیاں ہتھیلی کے ساتھ جڑ نہ جائیں۔ اس ملک کو وہ عظیم الشان کامیابیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ جو سامنے دکھائی دے رہی ہیں اور صرف ہاتھ بڑھانے سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

اسوقت ہندوستان میں جو سیاسی فساد پھیلا ہوا ہے وہ ہم پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ گو ہماری جماعت سیاسی جماعت نہیں ہے۔ اس وقت پنجاب میں ہندو مسلم اختلافات کے علاوہ مسلمانوں میں آپس میں بھی اختلافات ہیں۔ مسلم لیگ اور زمیندارہ لیگ کا ایک نیا جھگڑا شروع ہوگیا ہے۔ گویا پہلے جو اختلافات تھے۔ وہ کافی نہ تھے۔ اتحاد کا جامہ جتنا چاک تھا۔ اب اسکی دھجیاں اور بھی اڑائی جارہی ہیں۔ وہ دھجیاں ہماری تسلی کا موجب نہیں ہوسکتیں تھیں۔ جب تک کہ

جامہ کی تار تار الگ

نہ ہوجائے۔ اور اتحاد کے سوت کا ہر دھاگا علیحدہ علیحدہ نہ ہوجائے۔ اس وقت تک چین نہیں آسکتا تھا۔ زمانہ تو یہ تھا۔ کہ ہندو مسلمان اور دوسری قومیں بھی ایک دوسرے سے صلح کرلیتیں۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ مسلمان مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور اسی طرح خواہ اوپر سے نظر نہ آئے۔ ہندو ہندو بھی آپس میں پھٹ رہے ہیں۔ اور اتحاد کی طرف قدم اٹھانے کے بجائے اختلافات کو بڑھایا جارہا ہے۔

ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے

اور ہمارا کام سیاسی خیالات کو تقویت دینا نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر سیاست کے خیالات ہمارے دل میں پیدا ہوں تو ان کو کچل دیں۔ مگر ہم پر بھی یہ اختلافات اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتے ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ ایک طرف سے مجھے خط آتا ہے۔ کہ بعض لوگ آتے اور ہم پر زور دیتے ہیں۔ کہ مسلم لیگ میں شامل ہوجاؤ۔ بتائیں ہم کیا جواب دیں۔ اور دوسری طرف سے خط آتا ہے۔ کہ سرکاری افسر بلاتے ہیں۔ وزراء آتے ہیں۔ اور زور دیتے ہیں۔ کہ زمیندارہ لیگ میں شامل ہوجاؤ۔ ہم ان کو کیا جواب دیں۔ گویا

ہم سیاسیات سے بھاگتے ہیں

اور سیاسیات ہماری طرف بھاگی آتی ہیں۔ بعض دفعہ انگریز حکام نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کو سیاسیات سے کیا واسطہ۔ کشمیر کی تحریک کے دنوں میں لارڈ ولنگڈن نے خود مجھے کہا۔ کہ آپ کی جماعت مذہبی ہے۔ آپ کو سیاسیات سے کیا واسطہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے۔ اور خدا کرے۔ کہ ہماری توجہات اور کسی طرف نہ پھریں۔ ہم اگر کسی اور طرف متوجہ ہوں۔ تو یہ بہت بڑی کمزوری ہوگی۔ بلکہ

بڑی غداری اور بے ایمانی

ہوگی۔ اگر ہم اپنی توجہات کو کسی اور طرف پھیریں۔ مگر ہم اس بات کا کیا علاج کریں کہ ہم بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور ہماری مثال وہی ہے جو کہتے ہیں۔ کہ دو آدمی نہر کے کنارے جارہے تھے۔ ایک نے کہا وہ دیکھو۔ کسی کا کمبل نہر میں گر گیا ہے۔ اور بہتا جارہا ہے۔ دوسرے نے اسے پکڑنے کے لئے نہر میں چھلانگ لگادی۔ کہ اسے لے آئے۔ مگر اس کی بدقسمتی سے وہ کمبل نہ تھا۔ بلکہ سردی سے ٹھٹھرا ہوا ریچھ تھا۔ جو بہا جارہا تھا۔ اور اسکی کھال تھی۔ جسے کمبل سمجھ لیا گیا۔ اس آدمی نے جب اسے پکڑ کر کھینچنا چاہا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اسکی طرف کھنچتا، ریچھ نے اسے اپنی طرف کھینچنا شروع کردیا۔ جب دیر ہوگئی۔ تو اس کے ساتھی نے آواز دی۔ کہ اگر کمبل نہیں کھنچا جاتا۔ تو اسے چھوڑ دو۔ اور واپس آجاؤ۔ سفر خراب ہوتا ہے۔ اس پر اس ساتھی نے کہا۔ کہ میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں۔ مگر

کمبل مجھے نہیں چھوڑتا

یہی حالت ہماری ہے۔ ہم تو سیاسیات کو چھوڑتے ہیں۔ مگر وہ ہمیں نہیں چھوڑتیں ہمارے آدمی مختلف مقامات پر رہتے ہیں کبھی مسلم لیگ والے آکر ان کی گردن پکڑتے اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اور کبھی زمیندارہ لیگ والے آکر ان کو کھینچتے ہیں کہ ہم میں شامل ہوجاؤ۔ اور اس کا علاج یہی ہے۔ کہ ان میں باہم صلح ہوجائے اور ہم کہیں۔ کہ تم اپنے گھر میں خوش رہو۔ اور ہمیں آرام سے تبلیغ کا کام کرنے دو۔ جب تک یہ صلح نہ ہوگی۔ ہمارے دوستوں کے لئے جو مختلف دیہات و قصبات اور شہروں میں رہتے ہیں۔

مصیبت ہی مصیبت ہے

اس وقت تو یہ حالت ہے۔ کہ ہم تو کمبل کو چھوڑتے ہیں۔ مگر کمبل ہمیں نہیں چھوڑتا۔ پس میں نے جو آواز بلند کی ہے۔ اگر کوئی احمدی اپنے حلقہ میں کوئی رسوخ رکھتا ہے تو اسے بھی کام کرنا چاہیئے۔ کہ اسی آواز کو بلند کرے اور ہر ایک سے کہے۔ کہ آپس میں صلح کرلو۔ یہ لڑائی کے دن نہیں ہیں اور خوش قسمت ہے وہ شخص جسے کوئی رسوخ حاصل ہو۔ اور وہ اس سے کام لیکر صلح کرانے کی کوشش کرے۔ جو کوئی اس کام میں ہاتھ ڈالیگا۔ میری دعائیں اسکے ساتھ ہونگی۔ اور وہ

اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا وارث

ہوگا۔ ہمیں خود بھی ملک میں ایسی فضا کی ضرورت ہے۔ جو سکون کی فضا ہو۔ اور جو ہماری تبلیغی سکیم کی کامیابی میں ممد ہوسکے۔ وہ زمانہ اب گذر گیا۔ جب مذہبی جماعتیں ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی تھیں۔ اب اللہ تعالےٰ نے ہمارے تبلیغ کے دائرہ کو اتنا وسیع کردیا ہے کہ دشمن کے ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب اللہ تعالےٰ نے سب جگہ تبلیغ کے رستے کھول دیئے ہیں۔ اور ہم اب ایک سمجھدار جرنیل کی طرح جو جب دیکھتا ہے۔ کہ ایک محاذ پر دشمن کا مقابلہ شدت اختیار کرگیا ہے تو دوسری طرف اپنا حملہ تیز کردیتا ہے۔ کام کرسکتے ہیں۔ جب ایک جگہ دشمن حملہ کرے تو ہم رخ دوسری طرف بدل سکتے ہیں۔ تو اب ہمیں تبلیغی لحاظ سے مشکلات نہیں ہیں اب

نئی قسم کی مشکلات

پیش آرہی ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک ہم کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جب ہم اسکی طرف نہیں جاتے۔ تو وہ ناراض ہوتا اور ہم کو باغی قرار دیتا ہے۔ حالانکہ مذہبی لحاظ سے (اس میں کوئی شرم کی بات نہیں اور کوئی ہتک نہیں کہ ہم کہیں) ہم تو ہر ایک کے کمی ہیں۔ اور

ہر ایک کی خدمت کرنا

ہمارا کام ہے۔ ہم زمیندارہ لیگ کے بھی کمی ہیں۔ اور مسلم لیگ کے بھی کمی ہیں۔ ہم کانگرس والوں کے بھی کمی ہیں اور ہندو مہاسبھا والوں کے بھی۔ اور سکھوں و عیسائیوں کے بھی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ہمیں سب کی خدمت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور اس میں ہمارے لئے عزت ہے۔ کہ سب کی خدمت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی جو ایک زمانہ دیکھے ہوئے تھے۔ اور مزاج شناس تھے یعنی مولوی برہان الدین صاحب۔ ایک دفعہ گاڑی میں سوار ہونے لگے۔ وہ سادہ طریق کے آدمی تھے معمولی تہہ بند باندھا کرتے تھے۔ اور پھٹا سا کرتہ۔ اور اوپر معمولی سی لوئی اوڑھے ہوتے تھے۔ گاڑی میں بھیڑ بہت تھی۔ وہ سوار ہونے لگے۔ تو لوگوں نے روکا۔ انہوں نے کہا۔ کہ تھوڑی دور جانا ہے۔ جلدی اتر جاؤنگا۔ سوار ہولینے دو۔ آخر لوگوں نے انہیں سوار ہونے دیا۔ جب وہ سوار ہوگئے۔ تو کسی نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم تو سب کے کمی ہیں۔ انکا مطلب تو یہ تھا۔ کہ ہم احمدی ہیں۔ اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہر ایک کی خدمت کریں۔ مگر لوگوں نے سمجھا۔ کہ شاید یہ شخص چوہڑا ہے

اور ہندوؤں کو چوہڑوں وغیرہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے جو نفرت ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سب ہندو یہ لفظ سنتے ہی دور دور کھسک گئے۔ اور تمام بنچ خالی ہو گیا۔ اور مولوی برہان الدین صاحب بڑے مزے سے سوتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ تو یہ حقیقت ہے۔ کہ

ہماری عزت اور ہماری ترقی

دنیا کی خدمت میں ہی ہے۔ ہمیں روحانی طور پر دنیا کی خدمت کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو بھی اور دنیا کے دوسرے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملا دیں۔ تا دنیا کے لوگوں کے دلوں سے ظلمت اور تاریکی دور ہو۔ اور ہمارے اپنے دلوں سے بھی دور ہو۔ ہماری کوشش یہی ہونی چاہیئے۔ کہ اپنی بھی اصلاح ہو۔ ہمسایہ کی بھی اصلاح ہو۔ اور اپنے وطن اور اپنے براعظم اور تمام دنیا کے لوگوں کی اصلاح ہو۔ دنیا کے سب انسانوں کا گند اٹھانا اور میل کو دور کرنا ہمارا کام ہے۔ اگر دنیا ہمیں اس کام میں مشغول رہنے دے۔ اور حکومتیں اور بادشاہتیں اپنے پاس رکھے تو ہم سمجھیں گے۔ کہ اس خدمت کا موقعہ دیکر اس نے ہمیں بادشاہت اور حکومت دے دی ہے۔ کیونکہ

قرآن کریم کی تعلیم کے پھیلے بغیر

دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اصل حکومت انہی کی ہے۔ وہ قلعہ جس میں دنیا کو امن مل سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو صرف اس کا دروازہ کھولنے والے ہیں۔ دنیا اس

امن کے قلعہ سے ناواقف

تھی۔ اور اس امن کے حصار سے باہر تھی۔ اور ایسی جگہ کھڑی تھی۔ جہاں اسے درندے کھانیوالے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس حصار امن کے دروازے کھول دیئے۔ پس بادشاہت اسی آقا کی ہے۔ جو قرآن کریم دنیا میں لایا۔ اور ہم سب بشمولیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی آقا کے خادم ہیں۔ اگر ہم اپنے حقِ خدمت کو دیانتداری سے ادا کریں۔ اور وہ فرض سرانجام دیں۔ جو خدا تعالے نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے حضور عزت کے مستحق ہونگے۔ لیکن اگر ہم اسے ادا نہ کر سکیں۔ تو خدا تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔ کیونکہ دنیا نے تو ہمیں دھتکار دیا۔

اگر خدا تعالیٰ بھی دھتکار دے۔ تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

پس یہ نیا سال جو شروع ہوا ہے۔ اس میں میں نے

صلح کی آواز بلند

کی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اسے ہر ملک ہر شہر ہر گاؤں۔ ہر گھر بلکہ ہر ایک کمرہ اور ہر ایک آدمی تک اسے پہنچائے۔ تا یہ دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلح کا شہزادہ قرار دیا ہے۔ اور ہم بھی جو آپ کی روحانی اولاد ہیں صلح کے شہزادے ہیں۔ جو اولاد باپ کی صورت پر نہ ہو۔ وہ اس کے نطفہ سے نہیں سمجھی جاتی۔

پس ہر احمدی جو

صلح کا شہزادہ

بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سچا خادم نہیں۔ اور آپ کی روحانی اولاد نہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صلح سے میری مراد وہ صلح نہیں۔ جو عقائد کو قربان کر کے کی جائے۔ جو خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے۔ اس پر قائم رہنا ہر ایک کا فرض ہے۔ گو ہم کمزور ہیں۔ گو ہم میں سے بعض کے لئے دکھوں کی برداشت مشکل ہو جاتی ہے۔ مگر ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں ایسا ایمان بخشے کہ اگر ہمارا ذرہ ذرہ آروں سے چیر دیا جائے۔ اور ہماری ہڈیاں ہتھوڑوں سے توڑ دی جائیں۔ پھر بھی ہم ایمان کو نہ چھوڑیں۔ اور ہماری زبانوں پر اسی کا نام ہو۔ پس ہم وہ صلح چاہتے ہیں۔ جو

امن و اطمینان کا موجب

ہو۔ مگر جس میں حریت ضمیر قائم رہے۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں ایک دفعہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ آپس میں صلح ہو جائے۔ یہ خلیفہ اولؓ کا زمانہ تھا۔ خواجہ صاحب ابھی ولایت نہ گئے تھے۔ اور

مسئلہ خلافت کے بارہ میں اختلاف

پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ شیخ صاحب نے مجھے کہا۔ کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اور صلح کا عمدہ موقعہ ہے۔ ان کے اپنے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے ضرور صلح کر لینی چاہیئے۔ میں نے کہا شیخ صاحب صلح واقعی بہت اچھی چیز ہے۔ میں بھی بہت خوش ہونگا۔ اگر جھگڑا مٹ جائے۔ مگر شیخ صاحب اگر تو جھگڑا کسی دنیوی امر کے بارہ میں ہے۔ تو آپ خواجہ صاحب سے جا کر کہیں۔ کہ وہ جو کچھ

بھی لکھ دیں گے۔ میں اس پر دستخط کر دوں گا۔ اور مان لونگا۔ لیکن اگر اختلاف مذہبی عقائد کا ہے۔ تو چاہے زمین و آسمان ٹل جائیں۔ میں جب تک ایک عقیدہ کو درست سمجھتا ہوں اسے ہرگز چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں گا۔ تو صلح وہی ہے۔ جو

خدا تعالےٰ سے صلح

کرا دے۔ یوں تو ہمارے پاس کوئی ریاست بھی نہیں۔ لیکن اگر بادشاہتیں بھی ہوں۔ تو ہم ان کو بڑی خوشی سے چھوڑ دیں گے۔ لیکن وہ عقیدہ ہرگز نہ چھوڑینگے۔ جس پر خدا تعالیٰ نے ہمیں قائم کیا ہو۔

پس میں اپنی طرف سے

دنیا کو صلح کا پیغام

دیتا ہوں۔ میں انگلستان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ آؤ اور ہندوستان سے صلح کر لو۔ اور میں ہندوستان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ جاؤ اور انگلستان سے صلح کر لو۔ اور میں ہندوستان کی ہر قوم کو دعوت دیتا ہوں۔ اور پورے ادب و احترام کے ساتھ دعوت دیتا ہوں۔ بلکہ لجاجت اور خوشامد سے ہر ایک کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ آپس میں صلح کر لو۔ اور میں ہر قوم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جہاں تک دنیوی تعاون کا تعلق ہے۔ ہم ان کی باہمی صلح اور محبت کے لئے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ اور میں

دنیا کی ہر قوم کو

یہ یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم کسی کے دشمن نہیں۔ ہم کانگرس کے بھی دشمن نہیں۔ ہم ہندو مہا سبھا والوں کے بھی دشمن نہیں۔ مسلم لیگ والوں کے بھی دشمن نہیں۔ اور زمیندارہ لیگ والوں کے بھی نہیں۔ اور خاکساروں کے بھی دشمن نہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ ہم تو احراریوں کے بھی دشمن نہیں ہیں۔ ہم ہر ایک کے خیر خواہ ہیں۔ اور ہم صرف ان کی ان باتوں کو برا مناتے ہیں۔ جو دین میں دخل اندازی کرنے والی ہوتی ہیں۔ ورنہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں۔ اور ہم سب سے کہتے ہیں۔ کہ ہمیں چھوڑ دو۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی اور اسکی مخلوق کی خدمت کریں۔ ساری دنیا سیاسیات میں الجھی ہوئی ہے۔ اگر ہم چند لوگ اس سے علیحدہ رہیں۔ اور مذہب کی تبلیغ کا کام کریں۔ تو دنیا کا کیا نقصان ہو جائیگا۔ ہم سیاسیات میں ہرگز دخل دینا نہیں چاہتے۔ احرار سے ہمارے اختلاف کی بنیاد تحریک کشمیر ہی تھی۔ مگر اس میں میں نے صرف اس لئے حصہ لیا تھا۔ کہ اہل کشمیر

انسانی حقوق سے محروم

تھے۔ لارڈ ولنگڈن نے مجھے کہا۔ کہ آپ کی جماعت مذہبی ہے۔ آپ سیاسیات میں کیوں حصہ لیتے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ ہم سیاسیات میں حصہ نہیں لیتے۔ جب تک اہل کشمیر کا مطالبہ انسانی حقوق حاصل کرنے کا ہے۔ میں اس تحریک میں حصہ لونگا۔ اور جب یہ حقوق ان کو مل گئے۔ تو میں اس میں حصہ لینا چھوڑ دوں گا۔ میرے پاس بعض اور ریاستوں کی طرف سے بھی آدمی آئے۔ بعض رؤساء کے آپس میں جھگڑے تھے۔ بعض کی طرف سے میرے پاس آدمی آئے۔ کہ ہمارے پاس فلاں فلاں سامان موجود ہیں۔ جو ہم آپ کو دینگے۔ آپ کے کام کرنے والے آدمیوں کے اخراجات بھی دیں گے۔ آپ تحریک چلائیں۔ مگر میں نے نہیں یہی جواب دیا۔ کہ میں تو کفر مار ہوں۔ ریاست مار نہیں ہوں۔ میں نے تو

کشمیر کی تحریک

میں اگر ہاتھ ڈالا ہے۔ تو صرف اس لئے کہ اہل کشمیر ابتدائی انسانی حقوق سے بھی محروم ہیں۔ جب یہ حقوق ان کو مل گئے۔ تو کسی سیاسی تحریک سے میرا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ مگر بعض لوگوں نے سمجھا۔ کہ شاید یہ سیاسیات کے میدان میں آ گئے ہیں اور ان کی لیڈریاں خطرہ میں ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہ تھی۔

ہمارا سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں

یہ تو صرف ابتدائی انسانی حقوق کے حصول کا سوال تھا۔ جس کے لئے میں نے کشمیر کی تحریک میں حصہ لیا۔ اور اہل کشمیر کو بہت سے حقوق مل بھی گئے اور ابھی باقی ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اور رو چلائے مہاراجہ صاحب خود ہی انصاف سے کام لیتے ہوئے یہ حقوق اپنی رعایا کو دے دیں گے۔ ایک تو

مذہب کی تبدیلی کا حق

ہے۔ جو ملنا چاہیئے۔ یہ بعض اور ریاستوں میں بھی نہیں۔ مگر یہ بہت ہی ناواجب بات ہے۔ یہ گویا حریت ضمیر میں دخل اندازی ہے۔ اور انسانیت کو کچلنے والی بات ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ مہاراجہ صاحب کشمیر خود ہی اپنی نیکی اور صلاحیت کو استعمال میں لاتے ہوئے یہ حق اپنی رعایا کو دیدینگے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ وہاں ذبیحہ گاؤ پر

بہت شدید سزا

دی جاتی ہے۔ اس جرم کی جو سزا وہاں مقرر ہے۔ وہ حد سے زیادہ ہے۔

اس میں بھی اول تو مخفی ورنہ کم سے کم نرمی کا پہلو انہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ تا جو لوگ بعض دفعہ مجبوریوں کے ماتحت ایسا کرتے ہیں۔ سخت سزا پانے سے محفوظ رہیں۔ بہرحال یہ احرار کی غلطی تھی کہ انہوں نے سمجھا کہ میں سیاسیات کے میدان میں آنا چاہتا ہوں۔ ہمارا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کام کانگرس۔ احرار۔ مسلم لیگ۔ زمیندارہ لیگ۔ خاکساروں اور دوسری جماعتوں کو مبارک ہو۔ ہم اپنے حال میں خوش ہیں۔ اور سوائے تبلیغی کام کے ہمیں کسی اور طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ پس میں

ہر ایک قوم

سے یہی کہتا ہوں۔ کہ ہمیں کسی سے کوئی عناد نہیں۔ کوئی دشمنی اور کوئی بغض نہیں۔ میں نے بارہا کہا ہے۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے دل کو کئی بار ٹٹولا ہے۔ اور دیکھا ہے کہ ہمارے سلسلہ کے سب سے دیرینہ مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ کیا میرے دل میں ان کی عداوت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں انکے لئے بھی کوئی عداوت محسوس نہیں کی۔ میں نے آجتک ہر ایک کی عداوت سے اپنے آپ کو بچایا ہے

میں کسی کا بھی دشمن نہیں

گو ساری دنیا میری دشمن ہے۔ مگر مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ اس میں میرے لئے خدا تعالیٰ کے عفو اور غفران کی علامت ہے۔ کیونکہ جو کسی کا دشمن نہ ہو۔ پھر بھی اس سے دشمنی کی جائے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

تو میں نے کہا ہے کہ

سیاسیات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں

مگر صلح کی بات سیاسیات سے نہیں بلکہ اخلاقیات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ مختلف اقوام میں صلح کرانے کی کوشش کرے اور جو لوگ ایسے مقام پر ہیں کہ ان کو کوئی عزت حاصل ہے۔ وہ اگر سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کی عزتیں جاتی رہیں گی۔ تو میں ان سے کہوں گا کہ خدا کے لئے ان عزتوں کو جانے دو۔ جب تک تم ان عزتوں کو نہ چھوڑو گے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عزت

واپس نہیں آسکتی۔ اگر تم بھی دنیا کے کاموں میں لگ گئے۔ تو یہ کام کون کرے گا۔ اگر تم میں سے کوئی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کا صدر نہ بنے تو اور ہزاروں ہیں جو بڑے شوق سے بن جائیں گے۔ اگر تم میں سے کوئی زمیندارہ لیگ کا سکرٹری نہ بنے تو اور ہزاروں لوگ ہوں گے جو اس پر الحمد للہ کہیں گے۔ اور اس میں اپنے لئے بہت بڑی عزت اور فخر محسوس کریں گے۔ لیکن اگر تم ان کاموں میں لگ گئے تو

خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام

کون کرے گا۔ پس ان عزتوں کو جو دنیا کی چند روزہ عزتیں ہیں جانے دو۔ تا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی کھوئی ہوئی عزت واپس آئے۔ آخر اس دنیا کی زندگی اگلے جہان کی زندگی کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا رکھتی ہے۔ کہ کوئی خیال کرے کہ اگر اس دنیا میں مجھے عزت نہ ملی تو میری زندگی برباد ہو جائے گی۔ اس دنیا کی زندگی اور اگلے جہان کی زندگی میں اتنی نسبت بھی تو نہیں۔ جتنی کہ ایک آدمی اپنی پچاس ساٹھ سالہ عمر میں ایک دفعہ پاخانہ جاتا ہے اور وہاں پاخانہ پونچھتا اور ہاتھ دھوتا ہے کیا یہ وقت جو پاخانہ صاف کرنے اور دھونے پر لگتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ کہہ سکتا ہے۔ اس کی زندگی برباد ہو گئی

اس دنیا کی زندگی

آخرت کی غیر محدود زندگی کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی جتنی کہ ایک آدمی کی زندگی میں ایک دفعہ پاخانہ جانے میں جو وقت صرف ہوتا ہے۔ پس اگر اس زندگی میں خدا تعالیٰ کیلئے کسی کو کسی عزت سے محروم بھی رہنا پڑے۔ تو اس میں گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ گھبراہٹ اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ اگلی زندگی پر ایمان نہیں نہیں ہوتا۔ اس

غیر محدود زندگی

کے مقابلہ میں چالیس یا پچاس سال کی زندگی کی حیثیت تو اتنی بھی نہیں۔ جتنا کہ ایک دفعہ آدمی طہارت کرنے پر وقت صرف ہوتا ہے۔ اور یہ وقت بادشاہ بھی صرف کرتے ہیں اور غلام بھی۔ پھر اگر اس دنیا میں عزتیں نہ ملیں۔ تو کیوں کوئی یہ خیال کرے کہ اگلی زندگی برباد ہو گئی۔

میں خدام الاحمدیہ سے بھی اور انصار اللہ سے بھی یہ کہتا ہوں۔ کہ میں نے ان کو سیاسیات سے الگ رہنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ مگر یہ آواز جو میں نے بلند کی ہے اس کا

سیاسیات سے تعلق نہیں

بلکہ اخلاقیات سے ہے۔ پس وہ جہاں بھی جائیں اور جہاں بھی انہیں موقعہ ملے اس آواز کو دہرائیں اور ہر قوم کے لوگوں سے یہی کہیں کہ صلح کر لو۔ محبت کے ساتھ اپنے اختلافات طے کر لو۔ کانگرس۔ مسلم لیگ۔ ہندو مہاسبھا۔ زمیندارہ لیگ۔ اکالی۔ خاکسار سب کے لئے ان کے پاس یہی الفاظ ہوں۔ اور وہ سب کو یہی کہیں کہ آپس کے جھگڑے محبت کے ساتھ طے کر لو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح کر لو۔ اور پھر ہمیں چھوڑ دو کہ ہم

تبلیغ دین کا کام

کریں۔ اس مضمون کا دوسرا حصہ بھی ہے۔ مگر اب وقت اتنا ہو گیا ہے۔ کہ اگر میں نے فوراً نماز نہ پڑھائی تو عصر کا وقت ہو جائے گا۔ اس لئے میں اس خطبہ کو اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اس کا دوسرا حصہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ اور زندہ رہا تو انشاء اللہ

اگلے جمعہ میں

بیان کروں گا ✤

احمدیہ گریزن کمپنی کے لیے پچاس احمدی نوجوانوں کی فوری ضرورت

جیسا کہ کئی بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۳۱ احمدیہ گریزن کمپنی کے لئے فوری طور پر پچاس احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ احباب جماعت نے اس اہم امر کی طرف توجہ نہیں دی۔ اگر ہر جماعت ایک آدمی بھی پیش کرے تو پچاس کی نفری تو درکنار سینکڑوں نوجوان آسانی سے مہیا ہو سکتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہر جماعت اور با اثر احمدی افراد اس امر کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو اس کمپنی میں بھرتی ہونے کے لئے تحریک کریں گے۔ تاکہ نہ صرف جماعتی وقار کو صدمہ نہ پہنچے۔ بلکہ قومی مفاد بھی محفوظ ہو۔

گریزن کمپنی کا کام ہندوستان میں امن بحال رکھنا ہے۔ انہیں بیرون ہند نہیں جانا پڑتا۔ اس میں فوجی پنشنر بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اُمید ہے احباب جماعت اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔

(ناظر امور عامہ)

پچیسویں مجلس مشاورت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے ماتحت جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس مورخہ ۳۰-۳۱ ماہ امان و یکم شہادت ۱۳۲۴ ہش مطابق ۳۰-۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۴۵ء کو بمقام قادیان دارالامان منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

عبدالرحیم درد سکرٹری مجلس مشاورت

مرکزی مساجد میں روشنی کے اخراجات

مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کے بجلی کے اخراجات آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب ادا فرمایا کرتے ہیں۔ مسجد مبارک کی وسعت کے ساتھ ہی اس کے اخراجات بجلی بھی بڑھ گئے تھے۔ ان اخراجات کی ادائیگی کا شیخ محمد صدیق و محمد یوسف صاحبان کلکتہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ۱۹۴۵ء و ۱۹۴۶ء دو سال کا خرچ چھ صد روپیہ پیشگی بھجوا دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ نظارت ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے احباب سے درخواست کرتی ہے۔ کہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کاروبار اور مال میں برکت دے۔ اور ان کو پہلے سے بھی زیادہ خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

مسجد احمدیہ لنڈن میں عید الضحیٰ
اور معزز انگریزی اخبارات

اخبار ساؤتھ ایسٹرن سٹار مسجد احمدیہ لنڈن میں عید الضحیٰ کی تقریب کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حاضرین کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آخری حج کے خطبہ والی اس وصیت کی طرف متوجہ کیا کہ تمہاری جان۔ تمہارا مال اور تمہاری عزت تمہارے لئے حرمت والی چیزیں ہیں۔ امام صاحب موصوف نے حاضرین سے اپیل کی۔ کہ وہ اس وصیت کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اسلام میں نسل۔ قومیت وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں۔ امام صاحب نے مزید کہا۔ کہ احباب زندگی کے ہر شعبہ میں راستبازی۔ پاکیزگی اور آپس میں محبت کی مثال قائم کریں۔ اتحادیوں کی فتح اور ان کے لئے جو محاذ جنگ پر گئے ہوئے ہیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

ورڈز ورتھ برو نیوز ساؤتھ فیلڈز لنڈن نے لکھا:۔ امام مسجد احمدیہ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے نبی کریم کی وصیت کا جو حضورؐ نے آخری حج کے خطبہ میں فرمائی ذکر کیا جو یہ ہے۔ کہ تمہاری جانیں۔ اموال اور عزتیں تم پر حرمت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور سامعین سے اپیل کی کہ وہ اسکو اپنا اصول بنائیں۔ انہوں نے سامعین کو مقام حج کی طرف توجہ دلائی۔ کہ مکہ میں چاروں طرف سے لوگ ایک جیسا لباس پہن کر جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی زبان میں خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ نہ صرف زبان سے بلکہ کام اور عمل سے ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ اور اسلام میں کوئی نسلی۔ قومی امتیاز نہیں۔ مولوی صاحب نے مزید کہا۔ کہ ۱۲ر اپریل ۱۹۴۲ء میں جبکہ جرمن حملہ کا فوری

... مجلس پہنچ کے ... برخاست ہوئی۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ماسکو ۱۶ جنوری۔ روسی فوجوں نے پولینڈ میں کیلسی کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو رسد اور کمک کا ایک اہم سنٹر اور وسچولا و جرمن سرحد کے درمیان جرمنی کی بہت بڑی چھاؤنی تھی۔ جرمنوں نے یہاں بہت سخت مقابلہ کیا۔ صرف کیلسی کو جانے والے رستوں پر دو سو جرمن مارے گئے۔ اور ان کے چالیس ٹینک تباہ ہو گئے۔ روسی فوجیں سائیلیشیا میں چودہ میل آگے بڑھ چکی ہیں اور اس وقت جرمن سرحد سے ۵۵ میل دور ہیں اس نئے حملہ کے بعد روسیوں نے چار سو مقامات دشمن سے آزاد کرا لئے ہیں

لنڈن ۱۶ جنوری۔ مغربی محاذ پر اتحادی افواج تین طرف سے دشمن پر دباؤ ڈال رہی ہیں۔ اور ہوفلیز کے محاذ پر اس وقت سخت لڑائی ہو رہی ہے اور امریکن فوج شہر کے وسط سے صرف ایک ہزار گز دور ہے۔ امریکن یہاں پوری طرح پاؤں جما رہے ہیں۔ السا س میں ایک شہر ہیگنیو اب ان کی قلعہ بندیوں میں ہے۔ گھمسان کا رن پڑ رہا ہے یہاں جرمنوں کے سب حملے روک لئے گئے ہیں کل بارہ سو اتحادی طیاروں نے جرمنی میں ریلوے جنکشنوں پر حملے کئے۔ اٹلی کے اڈوں سے اڑ کر اتحادی طیاروں نے ویانا کے علاقہ میں رسد اور کمک کے رستوں پر حملے کئے

لنڈن ۱۶ جنوری۔ برطانوی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ یونان میں ایک ٹریڈ مشن بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کے لیڈر ایک منسٹر ہونگے۔

واشنگٹن ۱۶ جنوری۔ لوزان کے سارے محاذ پر امریکن فوجیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور اب تیس میل تک اندر جا چکی ہیں اس وقت وہ منیلا کے ایک ضروری مرکز ٹارلیز کے پاس پہنچ چکی ہیں ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ امریکن ہوائی جہازوں نے ہانگ کانگ اور جنوبی چین کے سمندری کنارے کی دو اور بندرگاہوں پر بم باری کی۔ ایک جاپانی نیوز ایجنسی کا بیان ہے کہ دو سو امریکن بمباروں نے جنگی جہازوں سے اڑ کر مسلسل چار گھنٹے فارموسا پر بم باری کی۔ مگر ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ لوزان میں سوائے مشرقی کنارے کے جاپانی مزاحمت بہت کمزور ہے۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ وسطی برما میں اتحادی فوج مچینیا۔ مانڈلے ریلوے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور اب مانڈلے سے ۲۵ میل سے بھی کم فاصلہ پر ہیں۔ اراکان میں جاپانی بچ نکلنے کے راستے کھلے رکھنے کے لئے سخت مقابلہ کر رہے ہیں

واشنگٹن ۱۶ جنوری۔ چند روز ہوئے امریکن طیاروں نے انڈوچائنا پر حملہ کیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے نتیجہ میں ۴۱ جاپانی جہاز غرق کر دیئے گئے۔ اور ۲۸ کو نقصان پہنچایا گیا دشمن کے ۱۶۰ ہوائی جہاز بھی تباہ کئے گئے ان کے علاوہ تیل کے بہت سے ذخائر کو آگ لگا دی گئی سائیگان کے فوجی ٹھکانوں پر خاص طور پر بم باری کی گئی۔

ماسکو ۱۶ جنوری۔ جرمن سائیلیشیا میں روسی فوج نے کیلسی پر قبضہ کے ساتھ دشمن کے بہت سے سامان پر بھی قبضہ کیا ہے۔ جس میں ایک سو ٹینک چار سو توپیں اور گولہ بارود کے بہت سے ذخائر بھی ہیں۔ کیلسی سے سات میل کے فاصلہ پر روسی فوجوں نے دو جرمن رجمنٹوں کا صفایا کر دیا ہے

لنڈن ۱۶ جنوری۔ روسی فوجیں بڈاپسٹ میں برابر بڑھ رہی ہیں اور مکانات کے مزید ۱۶۰ بلاکوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ پانچ ہزار جرمنوں کو قید بھی کر چکی ہیں۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ جو چینی فوج برما سے چین کی سرحد کی طرف بڑھ رہی ہے اس نے نام کھام کے اہم مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ انگلستان کے ایک بہت پرانے جج نے ایک بیان میں کہا۔ کہ ۱۹۴۴ء میں ۱۹۴۳ء کی نسبت دس ہزار زیادہ طلاقیں انگلستان میں ہوئی ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس ملک میں میاں بیوی کی کشیدگی کس قدر زوروں پر ہے آپ نے کہا۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو اس ملک میں شادی شدہ اشخاص کی نسبت طلاق حاصل کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔

بمبئی ۱۶ جنوری۔ ہندوستان کارخانہ داروں کا ایک وفد خاص تجارتی مقاصد کے پیش نظر آسٹریلیا جا رہا ہے تا دونوں ممالک میں گہرے تجارتی تعلقات قائم کرنے کے سوال پر غور کیا جا سکے۔

ماسکو ۱۶ جنوری۔ مشرقی پرشیا پر روسی حملہ کی سکیم مارشل سٹالن نے خود بنائی ہے۔ اس کے لئے علیحدہ کمانڈ بنائی گئی ہے جس کی رہنمائی خود مارشل سٹالن کر رہے ہیں۔

اس محاذ پر زبردست لڑائی شروع ہو چکی ہے جرمن مورچوں میں وسیع شگاف ہو چکے ہیں اور مزید تازہ دم روسی فوجیں میدان میں پہنچ رہی ہیں۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ چینی فوجوں نے برما میں نام کھام کے بعد مان ہان کے گاؤں پر قبضہ کر لیا ہے اس گاؤں کے لئے سخت لڑائیاں ہوئیں۔ رامری کے جزیرہ میں اتحادی فوج گانتھا کے گاؤں کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور اس سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر ہے۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ مغربی محاذ پر پہلی امریکن فوج ہوفلیز میں داخل ہو گئی ہے۔ جو سڑکوں کا ایک اہم مرکز ہے۔ جرمن یہاں سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ شمالی السا س میں ہگناؤ کے جنگل کے شمال میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ اس ماہ کے آخر ایک وفد انگلستان جا رہا ہے جس کے لیڈر سر اکبر حیدری ہوں گے مقصد یہ ہے کہ جنگ کی وجہ سے ہندوستانی کارخانوں پر جو بوجھ پڑ رہا ہے اس کے کم کرنے کے امکانات پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ہندوستان کس حد تک دوسرے کاموں میں مدد دے کر اس بوجھ کو کم کر سکتا ہے۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمن فوجوں کی کمان ہٹلر نے خود سنبھال لی ہے اور وہی جرنیلوں کو آرڈر دیتا ہے۔ نو روز کے عرصے جرمنی میں نیا سلسلہ گرفتاریوں کا شروع ہو گیا ہے۔ روس کے ساتھ ساز باز کے شبہ پر کئی ڈپلومیٹک لوگ گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جرمنی کے سابق وزیر خارجہ فان نیورتھ کے خاندان کے بعض ممبر بھی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

نیویارک ۱۶ جنوری۔ ٹوکیو ریڈیو کا بیان ہے کہ جاپان میں ایک نئی پارٹی قائم ہو گئی ہے۔ جو جاپانی سیاسیات میں رد و بدل کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اور قیاس کیا جاتا ہے کہ جاپانی وزارت ٹوٹنے لگی ہے نئی پارٹی نے نئی گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے ملک بھر میں ایجی ٹیشن شروع کر دی ہے۔ لوزان میں امریکن فوج جیسے ہی اترنے کے بعد سپریم وار کونسل کا اجلاس منعقد ہو چکا ہے جس میں مختلف محاذوں پر لڑنے والے تمام جرنیلوں نے حصہ لیا۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ جرمن شمالی اٹلی کی وادئ پو میں سیلاب لانا چاہتے ہیں۔ مارشل الیگزینڈر نے اطالوی وطن پرستوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ دشمن کو اس کوشش میں کامیاب نہ ہونے دیں۔

سٹاک ہالم ۱۶ جنوری۔ امریکہ اور برطانیہ کی بائیبل سوسائٹیوں نے سویڈن کی مختلف پبلشنگ کمپنیوں کو مختلف زبانوں میں بائبل کے پندرہ لاکھ نسخے طبع کرنے کے آرڈر دیئے ہیں۔ سویڈن میں کاغذ کی کوئی کمی نہیں۔

قاہرہ ۱۶ جنوری۔ وہ اونٹ جس پر گذشتہ بیس سال سے غلاف کعبہ مصر سے مکہ لے جایا جاتا تھا۔ اب ریٹائر ہو گیا ہے۔ اور اپنی بقیہ زندگی شاہ فاروق کے شاہی محلات کی چراگاہ میں بسر کرے گا۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ تیسری امریکن فوج پھر جرمنی میں داخل ہو گئی ہے۔ اور اس نے سرحد کے [illegible] کی طرف ایک شہر پر قبضہ کر لیا۔ جرمنوں نے جوابی حملہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ جرمنوں نے دریائے راین کو عبور کر کے سٹراسبرگ کے بندرگاہ والے علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اب بھی اتحادیوں نے ان کو پسپا کر دیا۔

لنڈن ۱۶ جنوری۔ ایک ذمہ دار سرکاری افسر نے بیان کیا۔ کہ ہندوستان میں ۲۵ لاکھ مسلح فوج کے علاوہ اعلیٰ درجہ کا جنگی ذخیرہ بھی جمع کر لیا گیا ہے۔ وسیع پیمانہ پر ہسپتال بنائے گئے ہیں اور ۲۴۰ اعلیٰ درجہ کے ہوائی اڈے موجود ہیں۔